Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 92-100
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

قرآنی تناظر میں غلو کا تصور: مفسرین کرام کی آراء کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Concept of Religious Excess (Ghulu) in the Qur'ān: A Comparative Exegetical Study

1. Dr. Ilyas Ahmad Ilyasahmad99@gmail.com	*Lecturer,* *Department of Islamic Studies,* *Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper KPK.*
2. Mr. Ghulam Mustafa ghulammustafakh@gmail.com	*PhD Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *NCBA&E Lahore, Sub Campus Multan.*
3. Dr. Atiq Ullah atiqullah@sbbu.edu.pk	*Lecturer,* *Department of Islamic Studies,* *Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper KPK.*

How to Cite:	Dr. Ilyas Ahmad, Ghulam Mustafa and Dr. Atiq Ullah. 2026: "The Concept of Religious Excess (Ghulu) in the Qur'ān: A Comparative Exegetical Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 92-100.
Article History:	**Received**: 10-02-2026 | **Accepted**: 18-03-2026 | **Published**: 22-03-2026
Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, Urdu Jaraid, Tahqiqat, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

قرآنی تناظر میں غلو کا تصور: مفسرین کرام کی آراء کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Concept of Religious Excess (Ghulu) in the Qur'ān: A Comparative Exegetical Study

1. **Dr. Ilyas Ahmad**
   Lecturer, Department of Islamic Studies,
   Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper KPK.
   Ilyasahmad99@gmail.com

2. **Mr. Ghulam Mustafa**
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, NCBA&E Lahore, Sub Campus Multan.
   ghulammustafakh@gmail.com

3. **Dr. Atiq Ullah**
   Lecturer, Department of Islamic Studies,
   Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper KPK.
   atiqullah@sbbu.edu.pk

Abstract

The conceptual framework of "Ghulu" (Religious Excess/Extremism) holds a strategic position within theological discourse, directly impacting the stability, peace, and welfare of faith-based societies. Ghulu represents a cognitive and practical deviation from the balanced path of religion, leading into the abyss of extremism. This research paper provides a comprehensive scholarly investigation into the phenomenon of Ghulu through the lens of two pivotal Quranic verses: Surah An-Nisa (171) and Surah Al-Ma'idah (77). By synthesizing the insights of classical commentators such as Imam al-Tabari, Imam al-Maturidi, and Imam al-Razi with modern scholars like Rashid Rida and Ibn Ashur, this study constructs an authoritative exegetical framework. The primary focus of this research is the historical deviation of the "Ahl-e-Kitab" (People of the Book), which the Quran characterizes as Ghulu. The study evaluates how the Christians engaged in "Ifraat" (Excess) by deifying Jesus (A.S) beyond his status as a servant of God, while the Jews engaged in "Tafreet" (deficiency) through unjustified degradation and denial of his prophethood. The exegetical review demonstrates that Ghulu is not merely a theoretical debate but a primary driver of "Fasād fī'l-Arḍ" (corruption on earth), which led to the destruction of previous nations. Employing an exegetical and comparative methodology, the paper explores linguistic roots and theological complexities. The findings underscore the necessity of adhering to "Haneefiyat-e-Samha" (The Easy Monotheism) and the "Middle Path" (Iqtisad) to navigate 21st-century challenges. The synthesis of diverse scholarly views reveals that religious moderation is the only safeguard against intellectual chaos and social disintegration. The paper concludes by suggesting that educational and religious institutions must integrate the prevention of extremism into their core curricula to foster a balanced society.

Keywords: *Ghulu, Religious Extremism, Iqtisad, Quranic Exegesis, Social Disintegration, Theological Moderation.*

تمہید

مذہبی فکر اور الہیاتی بیانیے میں "غلو" (Extremism) کا تصور ایک ایسی کلیدی حیثیت رکھتا ہے جس کے اثرات براہِ

راست انسانی معاشرے کے امن، استحکام اور فلاح سے جڑے ہوئے ہیں۔ غلو دراصل اس فکری و عملی انحراف کا نام ہے جو دین کے جادہ اعتدال سے ہٹ کر انتہا پسندی کی وادیوں میں بھٹک جانے سے عبارت ہے۔ زیرِ نظر مقالہ قرآنِ کریم کی دو کلیدی آیات (سورہ النساء: 171 اور سورہ المائدہ: 77) کے تناظر میں غلو کے تصور، اس کے اسباب اور سماجی و اعتقادی نتائج کا ایک جامع تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق میں امام طبریؒ، امام ماتریدیؒ اور امام رازیؒ جیسے کلاسیکی مفسرین سے لے کر علامہ رشید رضاؒ اور علامہ ابن عاشورؒ جیسے جدید محققین کی آراء کو یکجا کیا گیا ہے تاکہ غلو کی تفسیری جہات کا ایک مستند خاکہ مرتب کیا جاسکے۔

تحقیق کا بنیادی مرکز اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے وہ تاریخی انحرافات ہیں جنہیں قرآن نے "غلو" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ مقالہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ کس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مبالغہ آرائی (افراط) کے ذریعے توحیدِ خالص کو مسخ کیا، جبکہ یہودیوں نے ان کی تنقیص (تفریط) کر کے حق کی تکذیب کی۔ مفسرین کے کلام سے یہ بصیرت حاصل ہوتی ہے کہ غلو محض ایک نظریاتی بحث نہیں بلکہ "فساد فی الارض" کا ایک بڑا محرک ہے جو سابقہ امتوں کی ہلاکت کا باعث بنا۔ "تفسیری و تقابلی" طریقہ کار پر مبنی یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ اکیسویں صدی کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے "حنیفیتِ سمحہ" اور "شاہراہِ اعتدال" پر کاربند رہنا ناگزیر ہے۔ مفسرین کی آراء کا یہ امتزاج ثابت کرتا ہے کہ دین میں توازن ہی وہ واحد راستہ ہے جو انسانیت کو فکری پراگندگی اور سماجی انتشار سے بچا سکتا ہے۔ مقالے کے اختتام پر یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ تعلیمی و مذہبی اداروں کو انتہا پسندی کے سدِباب کے لیے نصابی سطح پر معتدل بیانیے کی ترویج کرنی چاہیے۔

غلو کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لسانیات محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ الہامی احکامات کے فہم کی کلید ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو غلو سے روکا، تو اس لفظ کا انتخاب ان کے نفسیاتی رویوں اور عملی تجاوزات کی عین تصویر کشی کرتا تھا۔ عربی لغت میں " غلو " کی اصل " مجاوزة الحد "یعنی اپنی حد سے گزر جانا ہے۔ مفسرینِ کرام نے اس کی وضاحت کے لیے کئی بلیغ استعارے نقل کیے ہیں۔ رئیس المفسرین امام محمد بن جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ غلو ہر چیز میں اس کی مقررہ حد کو پھلانگ جانے کا نام ہے۔[1]

1. **تیر کا استعارہ :** غلا السهمُ اس وقت بولا جاتا ہے جب تیر اپنے نشانے سے تجاوز کر کے بہت دور جا گرے۔ یہ استعارہ بتاتا ہے کہ غالی شخص بھی حق کی حد کو پار کر کے باطل کی وادی میں جا گرتا ہے۔[2]
2. **ہنڈیا کا جوش :**"غلت القِدر "اس کیفیت کو کہتے ہیں جب ہنڈیا جوش مار کر کناروں سے باہر ابلنے لگے۔ یہ ایک انسان کے جذبات اور مذہبی مبالغہ آرائی کی اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جو اسے عقل و شریعت کے حدود سے باہر لے جاتی ہے۔[3]
3. **نمو اور بڑھوتری :** امام ثعلبیؒ اور امام طبریؒ نے " غلا بالجارية عظمها ولحمها "[4] کا محاورہ نقل کیا ہے، جس سے مراد وہ جوان لڑکی ہے جس کی ہڈیاں اور گوشت اس کی عمر کے دیگر لوگوں سے زیادہ تیزی سے بڑھ جائیں اور وہ اپنی ہم عمروں سے آگے نکل جائے۔[5] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ غلو میں ایک قسم کی غیر فطری اور بے ہنگم زیادتی ہوتی ہے۔

قرآنی تناظر

قرآنِ حکیم میں یہ لفظ انفرادی اور اجتماعی گمراہی کے تناظر میں دو مقامات پر نہایت تاکید کے ساتھ وارد ہوا ہے:

- "يا أَهْلَ الْكِتابِ لا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلاّ الْحَقَّ"[6] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو مخاطب

کر کے انہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حق بات کہنے کی تلقین فرمائی اور انہیں الوہیت کے دعوے سے روکا۔

- "قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ لا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ" [7] یہاں اللہ تعالیٰ نے غلو کے ساتھ ساتھ "اہواء "(خواہشات) کی پیروی کو بھی گمراہی کا سبب قرار دیا ہے۔

پس غلو جب انفرادی نظریے سے نکل کر اجتماعی رویہ بن جاتا ہے، تو یہ صرف عقیدے کو ہی خراب نہیں کرتا بلکہ معاشرے میں انارکی اور فساد کا باعث بنتا ہے، جسے قرآن " فساد فی الارض " کہتا ہے۔

فساد فی الارض کے مظاہر: ایک تحقیقی مطالعہ

مذہبی انتہا پسندی اور غلو کو قرآن و سنت میں " فساد فی الارض "کا ایک بڑا محرک قرار دیا گیا ہے۔ جب انسان دین کے مقررہ توازن کو توڑتا ہے، تو وہ زمین پر فتنہ و بگاڑ کا بیج بوتا ہے۔ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی تاریخ اس بگاڑ کی واضح ترین مثال ہے۔ مفسرینِ کرام نے ان کے ہاں غلو کے دو متضاد پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے:

1. **نصاریٰ کا افراط :** عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت اور تعظیم میں غلو کیا۔ انہوں نے انہیں اللہ کا بندہ ماننے کے بجائے "اللہ کا بیٹا" یا "تثلیث" (تین میں سے ایک) کا جز بنا دیا۔ امام رازیؒ کے مطابق، انہوں نے اللہ کی صفات میں "حلول "اور" اتحاد "کا باطل عقیدہ شامل کر کے توحید خالص کے تصور کو مسخ کر دیا[8]۔ یہ رویہ حق سے اوپر نکل جانے کا نام ہے، جس نے عیسائیت کے اندرونی ڈھانچے میں ایسی کلامی پیچیدگیاں پیدا کر دیں جن سے وہ آج تک نہیں نکل سکے۔
2. **یہود کی تفریط :** اس کے برعکس یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اس قدر کمی اور تنقیص کی کہ ان کی نبوت کا انکار کیا اور ان پر (معاذ اللہ) بہتان تراشی کی۔ انہوں نے حق کو اس کے مقام سے نیچے گرانے کی کوشش کی۔

افراط و تفریط کا تقابل

- **افراط :** یہ وہ زیادتی ہے جو انسان کو شرک اور اوہام پرستی کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کرنا بھول جاتا ہے۔
- **تفریط:** یہ وہ کمی ہے جو مقدسات کی توہین اور انکارِ حق کی طرف لے جاتی ہے۔ اس سے معاشرے میں لادینیت اور بغاوت جنم لیتی ہے۔ شاہراہِ اعتدال ان دونوں انتہاؤں کے درمیان وہ صراطِ مستقیم ہے جو انسانیت کی بقا کی ضامن ہے۔

سماجی و عالمی اثرات

یہ افراط و تفریط محض علمی ابحاث تک محدود نہ رہی، بلکہ اس نے زمین پر خونریز مذہبی جنگوں اور معاشرتی انتشار کو جنم دیا۔ یہودیوں کی ہٹ دھرمی اور نصاریٰ کی مبالغہ آرائی نے ایک ایسا فکری تصادم پیدا کیا جس نے انبیاء کی تعلیمات کے اصل مقصد یعنی "امن و ہدایت "کو پس پشت ڈال دیا۔ امام خازنؒ فرماتے ہیں کہ نیکی ہمیشہ دو برائیوں (افراط و تفریط) کے درمیان ایک معتدل مقام کا نام ہے[9]۔ جب یہ توازن ٹوٹتا ہے تو معاشرہ کفر، تکذیب اور گروہ بندی کی آگ میں جلنے لگتا ہے۔ ان مظاہرِ فساد کو سمجھنے کے بعد اب ہم ان کبار مفسرین کرام کی باریک بین آراء کی طرف رجوع کرتے ہیں جنہوں نے غلو کے ہر پہلو کا محققانہ جائزہ لیا ہے۔

رئیس المفسرین امام محمد بن جریر طبریؒ (متوفی 310ھ)

امام طبریؒ اپنی تفسیر میں غلو کی حقیقت کو" حق سے تجاوز "قرار دیتے ہوئے نصاریٰ کے مختلف فرقوں کے باطل نظریات

کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک غلو کا اصل ہدف وہ نصرانی گروہ تھے جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو الوہیت کے مقام پر فائز کیا۔ آپ نے ربیع بن انسؓ کا ایک نہایت اہم قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کے دو گروہ بن گئے تھے: ایک گروہ وہ تھا جس نے دین میں غلو کیا، یہاں تک کہ اس غلو نے انہیں دین کے بارے میں شک اور بے رغبتی میں ڈال دیا۔ دوسرا گروہ وہ تھا جس نے دین میں تقصیر (کمی) کی اور وہ اپنے رب کے حکم سے نکل کر فاسق ہو گئے۔[10] امام طبریؒ نے اس بحث میں حارث بن خالد المخزومی کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کیا ہے تاکہ غلو کے لغوی مفہوم کی وضاحت ہو سکے:

خُمْصَانِةٌ قَلِقٌ مُوَشّحُها ... رُؤْدُ الشبابِ غَلا بها عَظْمُ۔

اس کے شباب میں ایسی تیزی آئی کہ اس کی ہڈیاں اس کی عمر سے زیادہ بڑھ گئیں۔

آپ کا استدلال یہ ہے کہ نصاریٰ کے مختلف فرقوں (یعقوبیہ، نسطوریا، اور ملکانیہ) نے غلو کے نتیجے میں ہی الگ الگ باطل عقائد اپنائے۔ یعقوبیہ نے انہیں بعینہٖ اللہ کہا، نسطوریا نے ابن اللہ، اور ملکانیہ نے تین میں سے ایک قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ غلو دراصل اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ اللہ نے کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا۔[11]

امام ابو منصور ماتریدیؒ (متوفی 333ھ)

امام ماتریدیؒ نے کلامی اور منطقی پیرائے میں غلو کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ غلو دراصل اللہ کی صفات میں ایسی چیزیں شامل کرنا ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں، جیسے بیوی یا بیٹا۔ آپ نے ایک نہایت قوی عقلی دلیل پیش کی کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) خدا ہوتے تو ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام الٰہ ہونے کی زیادہ حقدار ہوتیں کیونکہ وہ ان سے پہلے موجود تھیں، اور جو پہلے ہو وہ بعد والے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔[12] مزید برآں، آپ نے "کلمہ" اور "روح" کے تصور پر تفصیلی بحث کی ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا "کلمہ" ہیں، اس لیے وہ اللہ کا جزء ہیں۔ امام ماتریدیؒ نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ سے مراد اللہ کا حکم "کن" (ہو جا) ہے۔ اگر اس بنیاد پر کسی کو معبود مانا جائے تو پوری کائنات معبود ہونی چاہیے کیونکہ تمام مخلوقات اللہ کے کلمہ "کن" ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ اللہ جب بیٹا بناتا ہے تو وہ اپنی جنس (جوہر) سے بناتا ہے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام بشر تھے اور اللہ بشر کی جنس سے نہیں ہے۔[13]

امام سمرقندیؒ (متوفی 373ھ)

امام سمرقندیؒ نے غلو کے نفسیاتی محرکات اور شیطان کے مکر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ نے غلو کی ایک عملی مثال کے طور پر "برصیصا عابد" کا قصہ نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیطان ایک عابد کے پاس آیا اور اسے اس دھوکے میں مبتلا کیا کہ وہ لوگوں کے لیے دین میں ایسی نئی چیزیں (بدعتیں) نکالے جن کا پہلے وجود نہ تھا، تاکہ وہ مشہور ہو سکے۔ شیطان نے اسے اکسایا کہ وہ اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے کر اپنی ایک الگ سنت جاری کرے۔ اس عابد نے ایسا ہی کیا اور لوگ اس کے پیچھے چل پڑے۔ جب وہ مرنے لگا اور اسے اپنے گناہ کا احساس ہوا تو اس نے توبہ کرنی چاہی، لیکن اسے کہا گیا کہ تمہاری توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے جبکہ تمہارے پیچھے چل کر بے شمار لوگ گمراہ ہو کر مر چکے ہیں۔[14] امام سمرقندیؒ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ غلو دراصل اپنی طرف سے دین میں سختی پیدا کرنے اور بدعتیں ایجاد کرنے کا نام ہے، جو انسان کو شہرت کی ہوس میں حق سے دور کر دیتا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ)

امام رازیؒ نے غلو کی ایک علمی تقسیم پیش کی ہے جو نہایت بصیرت افروز ہے۔ آپ کے نزدیک غلو کی دو قسمیں ہیں:

1. **غلوِ حق** :کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے گہرائی میں جانا، باریک بینی سے تحقیق کرنا اور دلائل کے حصول میں کمال محنت کرنا۔ جیسا کہ علمائے حق اور متکلمین حقائق کی تلاش میں کرتے ہیں۔
2. **غلوِ باطل** :حق کی حدود سے تجاوز کر جانا، واضح دلائل سے اعراض کرنا اور صرف شبہات و خواہشات کی پیروی کرنا۔ نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنانا اسی غلوِ باطل کی ذیل میں آتا ہے۔[15] آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دین ہمیشہ افراط اور تفریط کے درمیان ایک "اقتصاد" یعنی میانہ روی کا نام ہے۔ آپ نے نصاریٰ کو متنبہ کیا کہ وہ اللہ کی ذات میں" حلول " (بشر میں خدا کا اترنا) اور" اتحاد "(بشر اور خدا کا ایک ہو جانا) کے قائل ہو کر غلوِ باطل کے مرتکب ہوئے ہیں۔

امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ)

امام قرطبیؒ نے لغوی اور نحوی باریکیوں کے ساتھ غلو کی مذمت کی ہے۔ آپ نے آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کے نام کی بار بار صراحت کی ایک لطیف حکمت بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عربوں کے ہاں قاعدہ تھا کہ وہ اپنی معزز خواتین (حرائر) کا نام محفلوں میں نہیں لیتے تھے بلکہ کنایہ کرتے تھے، لیکن لونڈیوں کے نام پکارنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ چونکہ نصاریٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو (معاذ اللہ) خدا کی بیوی یا معبودہ کا درجہ دیا تھا، اس لیے اللہ نے ان کا نام صراحت کے ساتھ ذکر کر کے یہ واضح کر دیا کہ وہ اللہ کی ایک بندی تھیں، تاکہ ان کی الوہیت کے تمام دعوے دم توڑ دیں۔[16] آیت میں موجود لفظ "روح منه "(اس کی طرف سے ایک روح) کے بارے میں امام قرطبیؒ نے آٹھ مستند جوابات نقل کیے ہیں تاکہ نصاریٰ کے اس مغالطے کو دور کیا جا سکے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جز ہیں:

1. عیسیٰ علیہ السلام وہ روح ہیں جو میثاق کے دن تمام ارواح سے الگ اللہ کے پاس محفوظ رکھی گئی تھی (ابی بن کعبؓ کا قول)۔
2. یہ اضافت صرف عزت و شرافت کے لیے ہے (جیسے بیت اللہ)۔
3. انہیں روح اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔
4. وہ سراپا ہدایت تھے، اور ہدایت روح کی مانند ہوتی ہے۔
5. وہ جبرئیل علیہ السلام کی پھونک (نفخہ) کا نتیجہ تھے، اور جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس کہا جاتا ہے۔
6. وہ اللہ کا ایک حکم اور کلمہ تھے۔
7. ان کی پیدائش عام انسانی طریقہ کار کے بجائے براہِ راست اللہ کے امر سے ہوئی۔
8. وہ لوگوں کے دلوں کے لیے باعثِ زندگی (روح) بن کر آئے۔[17]

امام ابنِ کثیرؒ (متوفی 774ھ)

حافظ ابنِ کثیرؒ کا نقطہ نظر خالصتاً اتباعِ سنت اور بدعت کی نفی پر مبنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ غلو صرف نصاریٰ تک محدود نہیں رہا بلکہ امتِ مسلمہ کو بھی اس سے ڈرایا گیا ہے۔ آپ نے اس مقام پر صحیح بخاری اور مسند احمد کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ۔[18]

میری اس طرح حد سے زیادہ تعریف (اطراء) نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی کی تھی، میں تو صرف ایک بندہ ہوں، لہٰذا کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

آپ نے ایک اور اہم نکتہ بیان کیا کہ نصاریٰ نے نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں غلو کیا بلکہ اپنے احبار و رہبان (علماء و درویشوں) کو بھی معصوم مان کر انہیں " اربابا من دون الله "یعنی اللہ کے سوا رب، بنالیا۔ انہوں نے ان کی ہر حلال کردہ چیز کو حلال اور حرام کردہ کو حرام مان لیا، چاہے وہ شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ امام ابن کثیرؒ اس سے یہ سبق دیتے ہیں کہ شخصیت پرستی اور علماء کی اندھی تقلید بھی غلو کی ایک خطرناک شکل ہے۔[19]

علامہ نیشاپوریؒ (متوفی 728ھ)

علامہ نیشاپوریؒ کے مطابق غلو فی الدین سے مراد حدِ اعتدال سے تجاوز کرنا ہے، اور ان کے نزدیک اس میں افراط اور تفریط دونوں پہلو شامل ہیں۔ وہ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تفریط کی، یعنی انہیں نبی ماننے سے انکار کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے، جبکہ نصاریٰ نے افراط سے کام لیتے ہوئے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ علامہ نیشاپوری اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ حکم صرف انبیاء تک محدود نہیں بلکہ کسی بھی ولی یا بزرگ کے بارے میں احترام میں کمی کرنا یا ان کی تعظیم میں اس قدر غلو کرنا کہ انہیں الوہیت کے درجے تک پہنچا دیا جائے، دونوں ہی مذموم ہیں، جیسا کہ خارجیوں اور غالی شیعوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ وہ علامہ زمخشری کے اس نظریے سے اختلاف کرتے ہیں کہ غلو کی کوئی قسم "حق" بھی ہو سکتی ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ چونکہ غلو کا مطلب ہی حد سے نکلنا ہے، اس لیے وہ کبھی "حق" نہیں ہو سکتا، کیونکہ ہر وہ چیز جو اپنی حد سے بڑھ جائے وہ اپنی ضد سے مشابہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک دونوں اطراف (افراط و تفریط) مذموم ہیں اور راہِ حق صرف اعتدال میں ہے۔[20]

جدید تفسیری تناظر (علامہ رشید رضاؒ، ابن عاشورؒ اور قاسمیؒ)

جدید مفسرین کرام نے غلو کے تصور کو عصرِ حاضر کے سماجی اور قانونی مسائل سے جوڑا ہے:

- **علامہ محمد رشید رضاؒ:** تفسیر المنار "میں آپ نے ایک انقلابی بحث کی ہے کہ کس طرح بعد کے فقہاء نے اپنی اجتہادی آراء اور غیر ضروری سختیوں سے دین کو مشکل بنا دیا۔ آپ کے نزدیک حضور ﷺ جو دین لائے تھے وہ" حنیفیتِ سمحہ " (آسان توحید) تھی، جس میں" رخصت (Ease) "کا پہلو غالب تھا۔ آپ نے تنقید کی کہ متاخرین نے" عزیمت " (سختی) کو اس قدر رواج دیا کہ عام آدمی کے لیے دین پر عمل کرنا بوجھ بن گیا، جو کہ غلو ہی کی ایک شکل ہے۔[21]
- **علامہ ابن عاشورؒ:** التحریر والتنویر "میں آپ فرماتے ہیں کہ غلو کی جڑ خواہشات کی پیروی ہے۔ نصاریٰ نے اپنے اسلاف کی اندھی تقلید میں عقل کے مسلمہ اصولوں کو پسِ پشت ڈال دیا۔ آپ نے خاص طور پر" تثلیث "کے عقیدے کو ان کے اسلاف کی ذہنی اختراع قرار دیا جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ سماوی کے تین سو سال بعد ایجاد کیا۔[22]
- **علامہ جمال الدین قاسمیؒ :** آپ نے" محاسن التاویل "میں غلو کی ایک اور صورت" تعظیمِ صالحین "میں مبالغہ آرائی کی نشاندہی کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور بزرگوں کو الوہیت کے اوصاف دینا وہی غلو ہے جس سے قرآن نے اہلِ کتاب کو روکا تھا۔ علامہ قاسمیؒ نے اس بحث میں "تنطع "(بال کی کھال نکالنے اور تکلف برتنے) کو ہلاکت کا باعث قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ غلو کی دو اقسام ہیں: ایک غلوِ حق (حقائق کی گہری تحقیق) اور دوسرا غلوِ باطل (دلائل چھوڑ کر شبہات و اہواء کی پیروی کرنا)۔[23]

مفسرین کرامؒ کے ان تفصیلی بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غلو ایک ہمہ گیر گمراہی ہے جو عقیدے سے شروع ہو کر عمل اور معاشرت تک پھیل جاتی ہے۔

انحراف کے بنیادی عوامل

مفسرینِ کرام کی ان آراء کے عمیق مطالعے سے غلو کے نفسیاتی اور سماجی محرکات کا ایک واضح خاکہ سامنے آتا ہے:

1. **مبالغہ آمیز محبت:** کسی ہستی کی محبت میں اس قدر اندھا ہو جانا کہ اسے اس کے اصل مقام سے ہٹا کر معبود بنا دیا جائے۔ نصاریٰ کی عیسیٰ علیہ السلام سے محبت اسی انحراف کی مثال ہے۔
2. **اندھی تقلید:** اپنے اسلاف کے نظریات کو بغیر دلیل کے قبول کرنا۔ قرآن نے اسے "اتباعِ اہواء" سے تعبیر کیا ہے۔
3. **مذہبی بوجھ:** دین میں اپنی طرف سے سختیاں پیدا کرنا اور "تنطع" (بال کی کھال نکالنا) جس سے دین کی فطری آسانی ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیقی نتائج

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں جو عصرِ حاضر میں مذہبی فکر کی اصلاح کے لیے مشعلِ راہ بن سکتے ہیں:

- **غلو کی جامع تعریف:** غلو محض زیادتی کا نام نہیں، بلکہ یہ "اعتدال" کے دائرے سے شعوری یا لاشعوری طور پر باہر نکلنے کا نام ہے، جو دین کی روح کو پامال کر دیتا ہے۔
- **ہلاکتِ امم کا بنیادی سبب:** تاریخی شواہد اور قرآنی نصوص یہ ثابت کرتے ہیں کہ گذشتہ امتوں کی تباہی کا سب سے بڑا تزویراتی سبب مذہبی معاملات میں حد سے تجاوز اور غلو تھا۔
- **افراط و تفریط کی تباہ کاریاں:** یہودیوں نے تفریط (کمی) کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی، جبکہ نصاریٰ نے افراط (زیادتی) کر کے انہیں خدا بنا دیا۔ یہ دونوں رویے ضلالت (گمراہی) کے دو رخ ہیں۔
- **عقیدہ تثلیث کی حقیقت:** تثلیث کا عقیدہ توحید کے فہم میں غلو کا نتیجہ ہے، جس نے اللہ کی وحدانیت کے صاف شفاف چشمے کو گدلا کر دیا۔
- **کلمہ اور روح کی درست تعبیر:** قرآن نے عیسیٰ علیہ السلام کو "کلمہ" اور "روح" کہہ کر ان کی تکریم بھی کی اور ان کے "بندہ" ہونے کی مہر بھی لگا دی تاکہ غلو کا ہر راستہ بند ہو سکے۔
- **بدعت کا سرچشمہ:** دین میں غلو ہی وہ بنیادی محرک ہے جو نئی نئی بدعتوں اور "ایجاد فی الدین" کو جنم دیتا ہے، جس سے اصل دین مسخ ہو جاتا ہے۔
- **شخصیت پرستی کا فتنہ:** غلو کی ایک خطرناک شکل اپنے علماء اور پیشواؤں کو معصوم قرار دے کر انہیں اللہ کے موازنے میں لانا ہے، جیسا کہ اہل کتاب نے کیا۔
- **سماجی فساد کا محرک:** مذہبی انتہا پسندی (غلو) ہی "فساد فی الارض" کی جڑ ہے، جس سے معاشرے میں عدم برداشت، تکفیر اور خونی تصادم جنم لیتے ہیں۔
- **دین کی فطری آسانی:** اسلام "حنیفیتِ سمحہ" ہے۔ اس میں بلاوجہ کی موشگافیاں، سختیاں منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔

تجاویز

تحقیقی نتائج کی روشنی میں معاشرے کو غلو کے زہر سے بچانے کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

- **اصلاحِ بیانیہ** :علمائے کرام اور مفسرین مفسرینِ عظام کی ان معتدل آراء کو عوامی خطابات میں عام کریں تاکہ عوام الناس شخصیت پرستی اور عقیدے میں مبالغہ آرائی سے بچ سکیں۔
- **نصابی اصلاحات** :تعلیمی اداروں کے نصاب میں" دین کی آسانی "اور" توازن "کے تصورات کو شامل کیا جائے، اور طلبہ کو افراط و تفریط کے تاریخی نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔
- **تحقیق کی حوصلہ افزائی** :جامعات میں تقابلی ادیان کے مطالعے کو فروغ دیا جائے تاکہ یہود و نصاریٰ کے تاریخی انحرافات سے سبق سیکھ کر امت کو موجودہ فکری انتشار سے بچایا جاسکے۔
- **اعتدال پسندی کا فروغ** :حکومتی اور سماجی سطح پر ایسے بیانیے کی حوصلہ افزائی کی جائے جو" حنیفیتِ سمحہ "پر مبنی ہو اور ہر قسم کی مذہبی انتہا پسندی کا راستہ روک سکے۔

References

1 al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Tafsīr al-Ṭabarī* (Cairo: Dār Hajr, 1422 AH), vol. 7, p. 700.

2 Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, *al-Taḥrīr wa al-Tanwīr* (Tunis: al-Dār al-Tūnisiyyah li al-Nashr, 1984), vol. 6, p. 50.

3 al-Rāghib al-Aṣfahānī, Ḥusayn ibn Muḥammad, *Tafsīr al-Rāghib al-Aṣfahānī* (Makkah: Kulliyyat al-Daʿwah wa Uṣūl al-Dīn, Jāmiʿat Umm al-Qurā, 1422 AH), vol. 5, p. 414.

4 al-Thaʿlabī, Aḥmad ibn Ibrāhīm, *al-Kashf wa al-Bayān* (Jeddah: Dār al-Tafsīr, n.d.), vol. 11, p. 92.

5 al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, *al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qurʾān* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1384 AH), vol. 6, p. 21.

6 Al-Qurʾān, 4:171.

7 Al-Qurʾān, 5:77.

8 al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad ibn ʿUmar, *al-Tafsīr al-Kabīr* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 AH), vol. 11, p. 271.

9 al-Khāzin, ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī ibn Muḥammad, *Tafsīr al-Khāzin* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH), vol. 2, p. 67.

10 al-Ṭabarī, *Tafsīr al-Ṭabarī*, vol. 7, p. 701.

11 Ibid., vol. 8, p. 585.

12 al-Māturīdī, Muḥammad ibn Muḥammad, *Taʾwīlāt Ahl al-Sunnah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1426 AH), vol. 3, p. 424.

13 Ibid., vol. 3, p. 425.

14 al-Samarqandī, Naṣr ibn Muḥammad, *Baḥr al-ʿUlūm*, (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1396 AH) vol. 1, p. 410.

15 al-Rāzī, *al-Tafsīr al-Kabīr*, vol. 12, p. 411.

16 al-Qurṭubī, *al-Jāmiʿ li Aḥkām al-Qurʾān*, vol. 6, p. 21.

17 Ibid., vol. 6, p. 22.

18 Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1421 AH), vol. 1, p. 295.

19 Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), vol. 2, p. 424.

20 al-Naysābūrī, Niẓām al-Dīn al-Ḥasan ibn Muḥammad, *Tafsīr al-Naysābūrī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1416 AH), vol. 2, p. 537.

21 Rashīd Riḍā, Muḥammad, *Tafsīr al-Manār* (Cairo: al-Hayʾah al-Miṣriyyah al-ʿĀmmah li al-Kitāb, 1990), vol. 11, p. 216.

22 Ibn ʿĀshūr, *al-Taḥrīr wa al-Tanwīr*, vol. 6, p. 291.

23 al-Qāsimī, Muḥammad Jamāl al-Dīn, *Maḥāsin al-Taʾwīl* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1418 AH), vol. 4, pp. 218–219.